

جناب عبدالباسط صاحب

قادیانیت، خطر، جائزہ، تجاویز

۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے کے بعد گزشتہ ۴۷ سالوں میں قادیانی تحریک کن مراحل سے گزری اور اس آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء میں نافذ کئے گئے صدارتی آرڈیننس کے بعد قادیانیت کن سازشوں میں ملوث ہے یہ ایسے امور ہیں جن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اس جائزے کی نوعیت اگرچہ اجمالی ہے لیکن ہم بعض ایسے امور کی نثر نہرہی کریں گے جن کی طرف اس وقت توجہ دینی اہم ہے۔

قادیانی تحریک جس کی ابتداء ۱۸۸۰ء کے اوائل میں ہوئی برصغیر کی ایک ایسی تحریک تھی جس نے پاک و ہند کے سیاسی اور مذہبی ماحول میں ایک مخصوص کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے لے کر اپنی وفات ۱۹۰۸ء کے عرصے میں تحریک کو ایک ایسا سیاست پر مبنی مذہبی رنگ دیا جو قدرے تبدیلی کے ساتھ ان کے جانشینوں نے اپنائے رکھا اور انہی معتقدات اور ہدایات کو آج کے قادیانی اپنائے ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک عام شخص تھا جو نہ تو ذہنی طور پر کسی اعلیٰ صلاحیت کا مالک تھا اور نہ ہی اس میں کوئی فکری انقلاب پیدا کرنے کی اہلیت تھی۔ قادیان کے دیہاتی ماحول میں اس نے آنکھ کھولی۔ باپ کی مسلمانوں سے غداری اور بھائی کی سکھوں اور انگریزوں سے وفاداری کو بنظر غائر دیکھا اور پھر اپنی عمر و میول اور سلسل پریشانیوں کے اندھے کے لئے کوئی ایسی راہ اختیار کرنے کی ٹھانی جس سے اس کی خاندانی وجاہت قائم رہے۔ اس کے لئے ایمان فروشی اور انگریز کی غلامانہ تابعداری ترقی کا ذریعہ تھی اس کے سوا اسے کوئی اور راہ نہ دی۔ رفتہ رفتہ وہ اس دین فروشی کے دھندے کا امام بن گیا۔ سلسل بیماریوں کا شکار آدمی جو مہسٹریا، مرقا، ذیابیطس، امگ، کثرت بول، اسہال وغیرہ جیسی امراض میں مبتلا ہو۔ اس کے ذہنی قوی اور نفسیاتی احوال و افکار کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اس کے الہامات، پیش گوئیاں، دعاوی اور دیگر واقعات تحریک کے خدوخال کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ البتہ اس کا دوبارہ مرزا صاحب نے ایک تو اپنے لئے عمدہ زندگی گزارنے کی راہ نکالی۔ دوسرے انگریز کی سیاسی خدمت کر کے جماعتی تنظیم کی اور ایک الگ امت کی بنیاد رکھی۔

مرزا صاحب نے انگریزی سامراج کی زبردست حمایت کی۔ جہاد جس سے مراد انگریزوں کے خلاف بغاوت و تشدد

پسندانہ تحریکات تھیں، کو منسوخ کر دیا۔ دنیا کے ان تمام ممالک میں جہاں مسلمان انگریزوں کے خلاف جہاد کے نام پر سیاسی تحریکات چلا رہے تھے اپنا لٹریچر روانہ کر کے ان کو انگریز کی غلامی کا درس دیا۔ یہود کی استعماری تحریک صیہونیت کے لئے سیاسی خدمات انجام دیں۔ اور اپنے دعاوی (مجدد، مہدی، مسیح موعود، محدث، بنی، کرشن، اوتار) کی بھول بھلیوں میں الجھا کر نامور علماء اور حریت پسند افراد کو انگریز کی مخالفت سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اور ان کی سامراج دشمن تحریکوں کا رخ مرزائیت کی طرف موڑ کر ان کی فعال اور حریت پسندانہ توانائیوں کو برباد کیا۔

یہ حقیقت پوری طرح سے آشکار ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب نے انگریز آقاؤں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہودی تخریب کاروں کی حمایت سے آگے بڑھا۔ اور اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پرریگر ممالک میں پھلا پھولا۔ برطانوی ہند کے علاقے پنجاب میں جو کہ انگریز کی وفاداری اور فوجی بھرتی کے لئے مشہور تھا۔ ایک ایسی تحریک کا وجود بہت بڑی سیاسی اہمیت کا حامل تھا۔ جس کے نتیجے میں مختلف طبقوں اور مذاہب میں مسلسل تصادم ہو، ہر اقلیتی فرقہ یا گروہ اپنے زندہ رہنے کے لئے انگریز کی طرف دیکھے۔ اور اس کی رواداری کو اپنی بقا کی ضمانت جانتے۔ اس تحریک سے یہ مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ انگریز کو یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ قادیان کا یہ مجہول مدعی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے اسلام کا ہند کو خوگر غلامی کر رہا ہے۔ اسلامی فکر کے احیاء کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہا ہے۔ اور ایک ایسی جماعت تیار کر رہا ہے جو مستقبل میں ان کے اقتدار کے لئے ڈھال بنے گی۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی اینٹلی جنس نے ہر سطح پر قادیانیت کی آبیاری کی۔ اور اس خود کاشت پودے کو بڑھنے بچھونے کے مواقع بہم پہنچائے۔

قادیانیت کے دام ہم رنگ زمین میں جو لوگ پھنسے ان میں زیادہ تعداد پنجاب کے لوگوں کی تھی ان لوگوں میں نچلے طبقے کے لوگ زیادہ تھے جو انگریز کے دور حکومت میں معاشرتی ترقی اور اعلیٰ عہدے حاصل کرنے کے خواہاں تھے۔ اس کے بعد ہمیں عدالتی نظام سے وابستہ چھوٹے اہل کار، منشی، نائب کورٹ، محرر، اہل مد، وغیرہ نظر آتے ہیں۔ پنجاب اور برطانوی ہند کے دوسرے محکموں مثلاً محکمہ نہر، ریلوے، پوسٹ آفس وغیرہ کے بابو اور کلرک بھی اس تحریک سے وابستہ ہوئے۔ چونکہ انگریز کی زبردست حمایت اور مدد و توصیف مرزا صاحب کا ایمان تھا اس لئے استحصالی طبقوں کے لوگ جیسے جاگیردار، انگریز کے مقرر کردہ اہل کار، سفید پوش، نمبردار، ضلع دار وغیرہ بھی اس تحریک کو اپنے اقتدار کے تحفظ کا ذریعہ سمجھتے تھے اور بظاہر جماعت میں شامل نہ ہونے کے باوجود قادیانیت نواز تھے۔ کئی لوگ محض اس لئے قادیانی بن گئے کہ انہیں انگریز کی نوکری کی ضرورت تھی۔ وہ درخواست میں اپنی اس وفاداری کا ذکر کر کے دل سے نہ سہی مجبوری کے تحت قادیانی بن جاتے تھے۔ زیادہ پڑھے لکھے لوگ تحریک سے دور رہے۔ صرف خواجہ کمال الدین وکیل۔ مولوی محمد علی ایم لے وکیل اور دو چار اور آدمیوں کے نام ملتے ہیں جو انگریزی تعلیم سے آراستہ تھے اور کسی مخصوص مقصد یا سرکار کے اشارے پر مرزا صاحب کی حوصلہ افزائی اور خدمت کے لئے مقرر تھے۔ ایسے ہی بعض مذہبی گروہ کے نفس پرست

مولوی قادیانی بنے۔ ایک قلیل تعداد ایسے جوانوں کی تھی جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قادیانی بن گئے۔ ان میں سے بعض "عاشقانِ پاک طینت" اسلام کی آغوش میں واپس بھی آئے۔ ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں وغیرہ سے اکادکا لوگ مرزا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں قادیانیوں کی تعداد چند ہزار سے تجاوز کر سکی۔ پنجاب میں یہ تعداد ۳۴۵۰ تھی اور یوپی میں ۹۳۱ تھی۔

۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کے مرنے کے بعد چھ سال تک حکیم نور الدین قادیانی کی گدی پر بیٹھ کر اپنی آمریت کا سکہ چلایا نور الدین برطانوی انٹیلی جنس کا کارندہ تھا اور سیاسی جوڑ توڑ کے باعث کشمیر سے نکالا گیا تھا۔ اس نے مرزا صاحب کی سیاسی پالیسی کو آگے بڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ان کے کفر و ارتداد کو پھیلانے میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ ابتداء میں یہ شخص نیچری اور نیم ملحد تھا۔

۱۹۱۴ء میں نور الدین کے مرنے کے بعد یہ سیاسی طائفہ باہمی چپقلش کا شکار ہو گیا۔ لاہوری جماعت خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کی سربراہی میں پروان چڑھنے لگی۔ اور قادیانی کی گدی مرزا صاحب کے بیٹے مرزا محمود کے قبضے میں آ گئی قادیانیت کی ترقی کا اصل دور مرزا محمود کے زمانے سے شروع ہوا۔ مرزا محمود کو ابتدائی دس سالوں تک مسیح موعود کے فرزند کے طور پر گدی پر بٹھایا گیا۔ حقیقی اقتدار پر اس گروپ کا قبضہ رہا جس میں مرزا محمود کے نانا ناصر نواب، ماموں میر بخش اور انصار اللہ پارٹی کے بعض ممبر تھے۔ ان لوگوں کے انگریز لفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر برطانوی حکام سے قریبی روابط تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے اور تحریک خلافت کے زمانے میں مرزا محمود نے اپنی "کونسل آف ایجنسی" سے نجات حاصل کر کے بذات خود حکومت سنبھال لی۔ خاص طور پر ۱۹۲۴ء کی لندن یا ترائے کے بعد مرزا محمود اپنی اور جماعت کی سیاسی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا اور انگریزوں کی سیاسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا تھا۔

مرزا محمود ڈل فیل تھا۔ بیماریوں کا شکار اور احساس برتری کا سرچشمہ تھا۔ اس کے علاوہ بچپن ہی سے جنسی بدعتیوں کا شکار تھا۔ اس نے ایک تو اپنے اور اپنے خاندان کی دنیاوی خواہشوں کے لئے ہر ممکن ذرائع سے دولت سمیٹی۔ دوسرے اپنے باپ کی پالیسی کے مطابق انگریز کی خدمت میں اپنی اور اپنی جماعت کی بقا سمجھی۔ اس نے ۱۹۱۴ء سے قبل دکانپور مسجد اور اس کے بعد انگریز کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لئے اپنے وسائل اور عقیدت مندوں کی توانائیاں استعمال کیں۔ تحریک ہجرت، خلافت، عدم تعاون، سائن کمیشن، گول میز کانفرنس، نہرو رپورٹ، ۱۹۳۵ء کے آئین کے تحت ہونے والے انتخابات، مطالبہ پاکستان، مغضیکہ آزادی کے ہر موڑ پر انہوں نے برطانوی سامراج کی حمایت اور مسلمانوں کے مطالبہ حریت کے خلاف کام کیا۔ قادیانیت نے علماء و حق کے خلاف بدزبانی کی۔ منافرت اور شبیدگی پھیلانے کے لئے انگریز کی لڑائی اور حکومت کرو کی پالیسی کو استحکام بخشا۔ دنیا کے ان تمام علاقوں میں جہاں برطانیہ نے نوآبادیاں قائم کر رکھی تھیں وہاں اپنے جاسوس بھیجے اور برطانوی سامراج کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو جاسوس مہلخوں کے ذریعے ناکام کر دیا۔

مرزا محمود مسلمانوں کی تکفیر کا زبردست داعی تھا۔ اس نے اپنے باپ کی طرح ملت اسلامیہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے کو ممنوع قرار دیا۔ رشتہ نامہ کی ممانعت کر دی۔ خلیفہ سہری کے پیچھے نماز حرام قرار دی۔ اور مرزا قادیانی کی تحریرات کی بنیاد اور اس کے الہامات کے بل بوتے پر قادیانیت کو ایک ایسی تحریک کے رنگ میں پیش کیا جس کا ایک اپنا "اصلی اور مکمل" نبی اور رسول تھا۔ ارض حرم تھی۔ مریۃ النبی تھا، خاندان نبوت، صحابی و صحابیات تھیں۔ کتاب مقدس تھی، بہشتی مقبرہ تھا۔ اور وہ تمام چیزیں اس کے پاس موجود تھیں جس سے ایک امت تشکیل پاتی ہے۔

مرزا محمود کے دور میں انگریز کے ادنیٰ خدمت گاروں، ایمان فروش اور جاہ طلب مولویوں اور برطانوی جاسوسوں کی ایک کھپ پڑوان چڑھی، جماعتی فنڈ میں برطانوی اور یہودی ذرائع سے پیسہ آیا۔ اور جماعت کی سیاست سے دلچسپی کے باعث قادیان سامراج کا پولیٹیکل سنٹر بن گیا۔ قادیانیت مذہبی لحاظ سے انگریز کی ایسی الجھنی جس کا کام تمام گندے امور (DIRTY TSICKS) کی انجام دہی تھا۔ صغیر فروش مولویوں کی جو کھپ قادیانیت سے وابستہ تھی اس کا کام مناظروں میں حصہ لینا روایتی بد نہ بانی اور بد کلامی کر کے طبقاتی انتشار پھیلانا اور مذہبی تحریکات کی آڑ میں انگریز کی سیاسی خدمت انجام دینا تھا۔ ان مرزائی گماشتوں میں حافظ روشن علی، میر قاسم علی، جلال الدین شمس، اللہ دتہ جالندھری، غلام رسول راجیکی جیسے ناقابل اندیش لوگ شامل تھے۔ ان میں سے شمس اور جالندھری فلسطین میں مبلغ کے روپ میں یہودیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔

اگرچہ مرزا محمود خود انگریز افسران کو خطوط لکھتا رہتا تھا اور ان کی ہدایات حاصل کرتا تھا۔ لیکن پنجاب میں سرفصل حسین کے عروج اور ان کے قابضانہوں اور سرفطر اللہ کے ساتھ تعلقات کے بعد سرفطر اللہ انگریز اور قادیانی سربراہ کے درمیان ایک رابطہ کی صورت اختیار کر گیا۔ سرفطر اللہ برطانوی سامراج کا نہایت وفادار خادم تھا۔ اس نے والسلی کے ایگنڈے کی کونسل کے ممبر اور عدالت عالیہ ہند کی ججی کے زمانے میں ہر سطح پر انگریز کی خدمت کو ایمان کا جھرو سمجھا۔ اور کسی مرحلے پر بھی تحریک آزادی ہند اور مسلمانوں کے سیاسی مفاد کے لئے آواز بلند نہ کی۔

مطالبہ پاکستان یا تحریک پاکستان میں قادیانیوں کا کردار قطعاً منفی تھا۔ شاطر سیاست مرزا محمود نے نہایت عیاں کے ساتھ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں سکروہ کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت کا ڈھونگ رچا کہ قادیانیوں نے یونیٹس آزاد اور زندہ دارہ لیگ کے پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کی بھرپور حمایت کی۔ کیونکہ محض اسی صوبے میں وہ کسی حد تک سیاسی کردار ادا کرنے کے اہل تھے۔

پاکستان بننے کے بعد مرزا محمود نے جو کچھ کیا وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں رہا۔ جنگ کشمیر ۱۹۴۷ء اور پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کی سازشیں، بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے عزائم، جاہلیت پر مبنی ارتداد کی تبلیغ، سیاسی، مذہبی، اقتصادی اور فوجی اداروں اور رسول محکموں میں اثر و نفوذ کی غفیلہ کارروائیاں، انتشار و افتراق پھیلانے والے لٹریچر کی تیاری

وتقسیم اور صوبائی و علاقائی فتنوں کی آبیاری بعض ایسے امور میں جو محتاج تعارف نہیں۔ سر ظفر اللہ نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہماری خارجہ پالیسی کے ایسے خدو خال مرتب کئے جن کے باعث پاکستان سامراجی طاقتوں کا حاشیہ بردار بن گیا اور اسلامی ہلاک سے کٹ کر رہ گیا۔

نومبر ۱۹۶۵ء میں جب مرزا محمود و اہل جہنم ہوا تو قادیانی جماعت کی تعداد میں کافی اضافہ ہو چکا تھا۔ یہ اضافہ قادیانی مبالغہ آرائی کے لحاظ سے ہزاروں میں تھا اور جماعت کی تعداد پچاس لاکھ تھی جو صریح جھوٹ ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک تو پہلے سے مرتدین کی ذریت کے باعث ہوا اور دوسرے لاہوری جماعت کے کہنے کے مطابق نوکری اور چھوکری کے طلب گاروں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ جماعت کے چندوں میں نامعلوم اور معلوم ذرائع سے اضافہ ہوا۔ اور یوپی ممالک میں نئے مشن قائم کئے گئے۔ مرتد اعظم سر ظفر اللہ نے قادیانیت کی ترقی میں کافی مدد دی۔

مرزا ناصر احمد نے ۱۹۶۵ء سے ۱۹۸۲ء تک ربوہ کے راج بھون پر قبضہ کئے رکھا۔ ان کے بارے میں بھی بہت سی رنگین داستانیں مشہور ہیں جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں۔ مرزا ناصر نے اسرائیل میں قائم قادیانی مشن کو مضبوط بنانے کی پوری کوشش کی۔ اور ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد صیہونی اشارے پر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کے جال بچھائے افریقہ میں قادیانی مشنوں کو برطانوی اور امریکی سامراج کی بھرپور حمایت حاصل رہی جس کے باعث کئی افریقی غربت و وپساندگی کے انارے کے لئے قادیانیت کی آغوش میں چلے گئے۔ گولڈ کو سٹ، سیرالیون، نائیجیریا، جنوبی افریقہ وغیرہ قادیانی ارتدادی تبلیغ کی آماجگاہ بن گئے۔

پاکستان کی شکست و ریخت اور علاقائی اور لسانی عصبیتوں کو ہوا دینے میں قادیانی ہمیشہ سے پیش پیش تھے ایوب خان کی مرہیت کے خاتمے کے بعد انہوں نے نئے سیاسی مربیوں کے حصول کے لئے دوڑ دھوپ شروع کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں گھناؤنے کردار کے بعد مجبوظ حکومت میں اچھے عہدے حاصل کئے۔ لیکن اسلامی سربراہی کا نفرت پس ۱۹۷۴ء کے بعد ان کی سازشیں منظر عام پر آنے لگیں۔ ۴ ستمبر ۱۹۷۴ء ان کا یوم احتساب بنا۔ اور بعد کے چند سال قادیانیت کی اصلیت کو بے نقاب کرنے میں محدود معاون ثابت ہوئے۔

اسرائیل، مغرب کی سامراجی طاقتیں اور ان کے حاشیہ نشین قادیانیت کی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور یورپ میں ترقی کے خواہاں رہے اور پاکستان میں علمائے اسلام اس دشمن استعمار نواز اور ازندا پر مبنی اس تحریک کا محاسبہ کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ جولائی ۱۹۷۸ء میں مرزا ناظم احمد سوڈان - ڈنمارک - مغربی جرمنی اور لندن کے دوروں کے بعد اکتوبر میں ربوہ آئے۔ استعماری طاقتوں نے ان کی خوب پذیرائی کی۔ اور مالی وسائل کی فراہمی کے وعدے کئے گئے۔ لندن میں جماعت کا اکاؤنٹ جلد ہی لاکھوں پونڈ تک پہنچ گیا۔

اسرائیل کے قادیانی مشن نے مشرق وسطیٰ میں کذاب قادیان کا لٹریچر عربی زبان میں تیار کر کے مشناسیر کے نام

روانہ کیا۔ اور بعض لائبریریوں میں رکھوایا۔ مرزا ناصر نے اپنے جاسوس مبلغ لبنان میں تعینات کئے۔ ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے اور بہائیت کے خلاف ایرانی حکومت کی مہم کے بعد قادیانیوں نے بہائیوں کے ساتھ خفیہ معاہدہ کیا۔ ۱۹۸۰ء میں مرزا ناصر نے امریکہ کے دورے کے دوران بہائی رہنماؤں سے ملاقات کی۔ اور باہمی یگانگت کے معاہدے کئے۔ جون ۱۹۸۲ء میں مرزا ناصر واصل جہنم ہوا۔

مرزا طاہر احمد قادیانی جماعت کا چوتھا سربراہ بنا۔ اپنے بھائی مرزا فیض احمد کو چھٹا کر ربوے کی گدی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے حواریوں کی مدد سے جن میں سر ظفر اللہ پیش پیش تھے۔ انتہائی درجہ کی غنڈہ گردی کے بعد کامیابی حاصل کی۔ یہ اسی قسم کی غنڈہ گردی تھی جو اس کے باپ مرزا محمود نے ۱۹۱۶ء میں قادیان میں انصار اللہ پارٹی کی مدد سے کی تھی۔ مرزا احمد کے حواری الزام لگاتے ہیں کہ مرزا طاہر غاصب، بزدل اور سیاسی جوڑ توڑ کا ماسٹر ہونے کے باعث تخت خلافت چھین لے گیا۔ بہر حال قادیانیت کے نئے سربراہ نے ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۴ء تک اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے اور استعماری اڈے بشارت معبد کے قیام کے علاوہ کوئی نمایاں کام نہ کیا۔ ۱۹۸۴ء میں صدارتی آرڈینیٹس کے اجراء کے بعد مرزا طاہر خفیہ طور پر بہاری غفلت کے باعث لندن بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بیرونی خفیہ ایجنسیوں کے بعض اراکین نے اس کو ”پیش آمدہ خطرات“ سے آگاہ کر دیا تھا۔ قادیانیوں کو ڈر تھا کہ حکومت مرزا طاہر احمد کو تخریبی کارروائیوں کے الزام، اسلم قریشی کیس اور صدارتی آرڈینیٹس ۱۹۸۴ء کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں گرفتار کرنے کی تیاری کر رہی تھی جس کا ان کو بعض بیوروکریٹس اور پولیس اہل کاروں سے علم ہو گیا۔ اور مرزا طاہر لندن جا کر ایک توجہ جاعت اور خلافت کو بچالے گئے۔ دوسرے اپنے آپ کا تحفظ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ قادیانی خدشات کچھ بھی ہوں یہ بات افسوسناک ہے کہ مرزا طاہر دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جس طیارے میں مرزا طاہر سوار ہونے والا تھا اس کے پائلٹ نے اس کو اپنے ساتھ لے جا کر KLM کے جہاز میں سوار کر دیا۔ اتفاق سے اسی طیارے میں مصطفیٰ گوگل صاحب سابق وزیر جہاز رانی سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے اسلام آباد لندن سے فون کیا تو معلوم ہوا کہ مرزا طاہر اپنے برطانوی آقاؤں کے پاس پہنچ گیا ہے اور ان کے چرنوں میں بیٹھ گیا ہے۔ ربوے کے پالتو مبلغ اس کو نشان قرار دینے لگ پڑے۔

مرزا طاہر نے لندن میں جعلی نبوت کے نام پر جو کاروبار شروع کیا ہے اس کے گزشتہ تین سال کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔ اس نے لندن کو اپنا مستقبل کا اڈہ بنانے کے بعد چیدہ چیدہ قادیانی مبلغوں کو لندن بلایا۔ اسرائیل سے جلال الدین قمر کلکتہ سے مولوی امینی۔ قادیان سے مرزا وسیم احمد و سیو نے اس میٹنگ میں شرکت کی۔ ان مبلغوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ صدارتی آرڈینیٹس کے خلاف پروپیگنڈا مہم چلائیں۔ پاکستان کی فوجی حکومت کو بدنام کریں۔ اور قادیانیت سے ہمہ ردی رکھنے والے لوگوں اور پولیس سے رابطہ بنائیں۔ پاکستان میں قادیانیت کو جن مسائل کا سامنا تھا ان کے لئے ایک الگ لائحہ عمل تیار کیا گیا جس میں سیکولر اور اشتراکیوں کی اعانت سے آرڈینیٹس کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنا

طلباء اور وکلاء کی تنظیموں سے ساز باز کرنا اور جعلی تنظیموں کے نام سے مختلف طبقوں کے خلاف نفرت پیدا کرنا شامل تھا۔ گذشتہ تین سالوں میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی وغیرہ فرقوں کے خلاف جو فتاویٰ چھپ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے اکابر کے خلاف جو سخت کلمات، فوٹو سٹیٹ پرچوں کی صورت میں گردش کر رہے ہیں ان میں سے اکثر کے پیچھے قادیانیت کا خفیہ ہاتھ ہے۔ لسانی، گروہی طبقاتی اور علاقائی عصبیتوں کو ہوا دینے میں بھی قادیانی عناصر سرپیش پیش ہیں اور نہایت خفیہ اور منظم طریقے سے ملکی سالمیت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ علماء کرام سے عرض ہے کہ وہ ان کی سازشوں کو سمجھیں اور عوام کو باہمی اتحاد و یک جہتی کا درس دیں۔

مرزا طاہر نے بین الاقوامی جاسوسی اداروں سے معقول مالی امداد حاصل کی۔ اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ اسرائیلی انٹلی جنس موساد (MOSSAD) امریکی سی۔آئی۔اے۔ برطانوی ایم۔آئی۔فائیو M15 جرمن اور ڈچ سیکرٹریٹ سرویس قادیانیت کو مالی ذرائع مہیا کرنے میں پیش پیش ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں بیرونی مشنوں سے قادیانیوں کو سات کروڑ بارہ لاکھ روپے حاصل ہوئے۔ اس وقت ۱۹۸۷ء میں یہ رقم ۸ کروڑ پچھتیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ جو کہ ڈہائی گنا سے زیادہ اضافہ ہے۔ یہ رقم کہاں سے آئی اور ایک دم آتا اضافہ کیسے ہوا؟ ابھی تو یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو قادیانیوں نے خود شائع کئے ہیں درپہ وہ کہانی کچھ اور ہوگی!

پاکستان میں ۱۹۸۲ء میں قادیانی چندوں کی مقدار ایک کروڑ ستاون لاکھ روپے تھی جو ۱۹۸۷ء میں سات کروڑ بارہ لاکھ روپے ہو گئی ہے یہ سات گنا اضافہ کہاں سے ہوا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تحریکوں سے حاصل ہونے والے قادیانی چندے جو ۱۹۸۲ء میں ۹ کروڑ تھے اب ۲۱ کروڑ ۹۰ لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔ دیگر تحریکات کے چندوں کے ۱۰ کروڑ ۳ لاکھ روپے ان سے علاوہ ہیں۔

کیا حکومت پاکستان قادیانیوں کے ان چندوں کے بارے میں معلوم نہیں کر سکتی کہ یہ کہاں سے آرہے ہیں؟ اور وہ کون سے ایسے قادیانی امراء و صنعت کار ہیں جو ہزاروں روپے جماعت کو دے رہے ہیں۔ پاکستان کے آڈٹ جنرل آف پاکستان ریونیو AGPR کو فوری طور پر قادیانی فنڈ کو منجمد کر کے اس کی مکمل پڑتال کرنی چاہیے۔ اور قادیانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے حسابات آے جی AG آفس کو پیش کریں اور ان کو شائع کیا جائے۔ اگر سیاسی جماعتوں کے فنڈز کی تحقیقات کی جاسکتی ہیں تو مذہب کے نام پر چلنے والے اس یہودنواز سیاسی تنظیم کے خفیہ مالی ذرائع کی تحقیق کیوں نہیں کی جاتی؟ یہ شبہ بھی کیا جاتا ہے کہ امریکہ کے پی ایل ۴۸۰ (PL 480) کے تحت جمع پاکستانی بیلنس۔ سے قادیانیوں کو روپیہ دیا جاتا ہے۔

قادیانی جماعت کے مرکزی مبلغین دنیا کے ممالک میں قادیانیت کی ترویج اور سیاسی پخت و پز میں لگے ہوئے ہیں۔

ان کی کل تعداد ۱۸۲ ہے۔ یہ تبلیغ ربوہ سے تیار ہو کر باہر جاتے ہیں۔ افریقہ میں ان کی سب سے زیادہ کھپت ہے۔ جہاں جہاں سکیم کے تحت قائم قادیانی ہسپتالوں سے جماعت کو سوا آٹھ کروڑ روپے سالانہ کی آمدن ہے۔ ۳۱ قادیانی سکول مائیسر سیکنڈری تعلیم دے رہے ہیں۔ اور سو پرائمری سکول افریقی بچوں کے ذہنوں کو زہر آلود کر رہے ہیں۔

برطانیہ نے اپنے پہلے سیاسی خادموں کو بڑھنے پھرنے کے مواقع بہم پہنچانے کے لئے ٹیل فورڈ TILFORD کے علاقے میں کئی ایکڑ زمین پر مشتمل اراضی الاٹ کر دی ہے۔ جہاں قادیانی مرکز اسلام آباد قائم ہو گیا ہے۔ یہ زمین ان کو کوٹریوں کے مول دی گئی ہے۔ مرزا طاہر نے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ہزاروں کی تعداد میں کیسٹ تیار کرائے ہیں۔ ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ تیار کرائے ہیں۔ ان کی اپنی تقریروں کے کیسٹ اور وڈیو فلم پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں تقسیم کئے جارہی ہیں۔ گذشتہ تین سالوں میں ۲۷۲ کیسٹ دنیا کی ۱۸ زبانوں میں تیار کر کے قادیانی مشنوں کو مہیا کر رہے ہیں۔ جو ارتداد کی تبلیغ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اتنا قادیانی لٹریچر تیار کیا گیا ہے جو قادیانیوں کے بقول دس سال میں بھی تیار نہ ہوا تھا۔ یہ تمام امور قادیانیت کے مستقبل کے جارحانہ مہم کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہیں۔

قادیانیوں کی ارتدادی مہم کا سب سے شرمناک پہلو عرب ممالک میں کیسٹ اور لٹریچر کی ترسیل ہے۔ قادیانی اسرائیلی امداد سے عرب مسلمانوں میں اثر و نفوذ بڑھانے میں کوشاں ہیں۔ قادیانی جریدہ سویٹر کراچی ۱۹۸۶/۱۹۸۷ء لکھتا ہے کہ:-
”حضرت امام جماعت احمدیہ نے عربوں کی طرف تبلیغ کے لئے جماعت کو خصوصی توجہ دلائی۔ باقاعدہ فارم کے لحاظ سے اب تک بانوئے عرب جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ میرے ذاتی علم کے لحاظ سے ان کی تعداد سو سے تجاوز کر چکی ہے“

عربوں کو مرزا غلام احمد کی لغنی تحریک میں شامل کر کے ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنا بہت بڑی جسارت ہے۔ عرب ممالک کو اس خطرے کی طرف فوری توجہ دینی چاہئے۔ اور قادیانیت کے دام ترویج میں پھنسنے والے ان لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہئے۔ یہ عرب لازمی طور پر زہر، زن یا زمین کے چکر میں متاع دین لٹا چکے ہوں گے۔ ان کی وجہ سے مزید گمراہی پھیل سکتی ہے۔

مغربی ممالک اور امریکہ اپنے آپ کو آزاد دنیا قرار دیتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو آزادی سیکولرزم اور انسانی حقوق کا علمبردار کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اصطلاحات اپنی کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتیں اور مغربی ادارے اپنی مرضی کے مطابق ان کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسرائیل کے صیہونی اگر فلسطین کے حریت پسندوں کو ہلاک کریں اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑیں تو نہ تو انسانی حقوق کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے اور نہ ہی اسے ظلم گردانا جاتا ہے۔ مغرب میں رنگ و نسل

کی تمیز۔ جنوبی افریقہ کی نسل پرستی کی حمایت وغیرہ ان اصطلاحات کی زد میں نہیں آتے۔ مرزا طاہر اور اس کے حمایتی پاکستان میں قادیانیوں کے درپیش آنے والے واقعات کو بڑھا چڑھا کر یہود نواز پریس میں اچھالتے ہیں۔ اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ پاکستان میں احمدی اقلیت کے انسانی حقوق سلب کئے جا چکے ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں بند کی جا رہی ہیں۔ ان کو اپنے عقائد کی ترویج و تشہیر کی اجازت نہیں۔ اور ان سے امتیاز برتا جا رہا ہے۔ ان واقعات کو ایک طرف طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جاتا۔

یورپی ممالک اور امریکہ نے چونکہ قادیانیت کی پشت پناہی کرتی ہوتی ہے اس لئے وہ حقوق انسانی کی اڑلے کر پاکستان پر مختلف نوع کے دباؤ ڈالتے ہیں۔ قادیانی انسانی حقوق کی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل، انسانی حقوق کے کمیشن (اقوام متحدہ) اور بین الاقوامی پریس میں پاکستان میں کئے جانے والے نام نہاد قادیانی مظالم کو خوب اچھالتے ہیں۔ اور جب ایسی مبالغہ آمیز خبریں شائع ہوتی ہیں تو یہود نواز پریس اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اس مظلوم اقلیت

کا تحفظ کریں۔ کئی قادیانیوں نے اس بنیاد پر بیرون ملک خصوصاً مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے۔ اور کئی مراعات حاصل کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے قادیانیت کی کھلی حمایت کرنے کے لئے انسانی حقوق کے تحفظ کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے اسی قسم کا ڈھونگ بہانیت کی حمایت میں بھی جاری ہے۔ مغربی پریس یہاں یہودیوں کو مظلوم اور ایرانی حکومت کو مظلوم قرار دیتا ہے۔ اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے رائے عامہ کو متاثر اور تیار کرتا ہے۔ بہائی ایران سے بھاگ کر پاکستان میں اپنے اڈے قائم کر رہے ہیں۔

قادیانیت چونکہ جہاد کی مخالف، سامراج کی حاشیہ بردار، یہودیوں کی پروردہ استعماری ایجنسی ہے اس لئے اسلام دشمن طاقتیں اس کی ترقی کو اس اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مترادف سمجھتے ہیں جو ان کے نزدیک انقلاب کا درس دیتا ہے اور سامراج اور صیہونیت کا دشمن ہے۔ قادیانیت کا فروغ اسلامی اقدار پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی بنیاد پرستوں کی سرگرمیوں کو کمزور کر سکتا ہے۔ قادیانی تحریک کی بنیاد ایک

ایسے نظریے پر قائم ہے جس میں اسلام کی انقلابی روح کو مکمل ختم کر کے اسے سامراج کی داشتہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے ایسی تحریک اس "تشدد پسندانہ" اسلام کا ایک توڑ ثابت ہو سکتی ہے اور مشرق وسطیٰ میں سامراجی اور یہودی مفادات کو تحفظ کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں قادیانیت کی ترقی کے لئے اسے ہر طرح کی مدد بہم پہنچاتی ہیں۔ اسی لئے مرزا طاہر کو امریکہ، اسلام، پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

یہ تو ایک اجماعی سا خاکہ ہے جس سے قادیانیوں کے عزائم اور ان کی گذشتہ پالیسیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ایسی اسلام مخالف تحریک جس نے گذشتہ صدی میں استعماری اور یہودی مدد سے اتنی بڑی قوت حاصل کر لی ہے اور جس کی پشت پر امریکہ، اسرائیل اور یورپ کا تعاون اور سرمایہ ہے۔ اس کے زہریلے اثرات کو روکنے کے لئے اسلامی طاقتیں اور

علمائے کرام کیا کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں جس قدر سب اچیلنج ہے اتنا بڑا مقابلہ نہیں کیا جا رہا۔ عالمی تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام اور دیگر انجمنیں اور ادارے قادیانی خطرے کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں ان کا محاسبہ کیا جاتا ہے اور بیرون ملک بھی ان کے مکروہ کردار کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ لیکن ہماری حکمت عملی بعض خامیوں کا شکار ہے ان خامیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض تجاویز پیش کی جاتی ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں کئی طرح کی ترامیم کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے اس وقت ان کو ڈرافٹ کے طور پر سمجھا جائے۔ اور مستقبل کے لائحہ عمل کی بنیاد قرار دیا جائے۔

۱۔ قادیانی اپنی تعداد کے بارے میں بہت مبالغہ آرائی کرتے ہیں ان کی مکمل مردم شماری کی جائے اور ان کے شناختی کارڈ اور شہریت کے سرٹیفکیٹ میں اس کا اندراج کیا جائے۔

۲۔ تمام سرکاری اداروں اور دفاعی محکموں میں قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے اہم اور حساس محکموں میں ان کی بھرتی بند کی جائے۔ اور دیگر محکموں میں ان کا اقلیتوں کی طرح کوٹا مقرر کر دیا جائے۔

۳۔ قادیانی پرچوں اور ان کے جرائد و رسائل میں جان بوجھ کر ایسا لٹریچر شائع ہوتا ہے جس سے صدارتی آرڈیمنس کی خلاف ورزی ہو اور حکومت پر چہ شائع ہونے کے کئی ماہ بعد اسے ضبط کرتی ہے جو کہ مضحکہ خیز امر ہے ایسے پرچوں کو فوراً ضبط کیا جائے اور پولیس کے خلاف تادیبی کارروائی جائے۔

۴۔ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پاکستانی مشنوں کو ہدایت جاری کرے کہ وہ قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے وزارت خارجہ کو پورے طور پر آگاہ کریں اور اس کا موثر جواب دیں اور یہ جواب پاکستانی پریس میں لازمی طور پر شائع ہو۔

۵۔ لندن کے پاکستانی سفارت خانے کو مضبوط بنایا جائے تاکہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے حکومت کو مطلع کرے اور لندن میں قائم اسلامی مشنوں سے اشتراک پیدا کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ اس فتنے کا موثر سد باب کر سکیں۔

۶۔ قادیانیوں کے خفیہ فنڈز کی تحقیقات کی جائے۔ اور ان کو منجمد کر کے ان کا مکمل آرڈٹ کیا جائے۔ اور حساب کتاب کی تفصیل اے۔ جی آفس کے ذریعے حاصل کر کے کتابی صورت میں شائع کی جائیں۔ تاکہ اس کروڑوں کے اضافے کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

۷۔ قادیانی کتب و رسائل لندن اور بھارت میں چھپ کر پاکستان میں آرہے ہیں ان کی آمد کو روکا جائے اور کسٹم کے محکمے کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ ان کو ضبط کرے۔

۸۔ قادیانیت کو ایک سیاسی جماعت قرار دیا جائے حقیقت یہی ہے کہ یہ ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ اس کے بعد ایک سپیشل ٹریبونل قائم کر کے، خاص سیاسی نقطہ نظر سے اس کی کارروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور انٹی جنس اداروں کی گذشتہ تمام خفیہ رپورٹوں کو ٹریبونل کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے۔ سیاسی جماعت قرار پانے کے بعد اس کی مذہب کے پردے میں کی گئی کارروائیاں بے نقاب ہو جائیں گی۔

۹۔ علامہ کرام، دانشوروں اور صاحب قلم لوگوں پر مشتمل ایک پنل مقرر کیا جائے جو قادیانیت کے متعلق مختلف زبانوں میں جدید لٹریچر تیار کرے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ باہر کی دنیا کو جدید تحقیقی انداز میں تیار کئے گئے لٹریچر سے دلچسپی ہوتی ہے جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو اور جس کے پڑھنے کے بعد تحریک کے بنیادی خطوط اور مضمرات واضح ہوں وہ لٹریچر جو ایک عرصہ تک پاک و ہند میں چھپتا رہا۔ اور محض مذہبی مناظر بازی کی پیداوار تھا۔ وہ باہر کی دنیا کے لئے قابل قبول قبول نہ ہوگا۔ محمدی بیگم سے نکاح، پیشین گوئیوں کے پورا ہونے نہ ہونے کی بحث، حیات و وفات مسیح وغیرہ پر بہت کم زور دیا جائے۔ اور دنیا کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک دائم المرض نفسیاتی مریض تھا جس کو شوگر، مرگی، ہسٹریا کثرت بول، اسہال وغیرہ کی بیماریاں تھیں اور حصول زہر اور جاہ طلبی کے لئے اس نے نبوت کے نام پر برطانوی سامراج کی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ نفسیاتی لحاظ سے اس شخص کا تجزیہ اور اس کے اوٹ پٹانگ کشوف والہامات کا تنقیدی جائزہ لوگوں کو بانی احمدیت اور تحریک کے پس منظر کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کرے گا۔

اس ضمن میں عالمی تحفظ ختم نبوت سے ایک دردمندانہ اپیل کروں گا۔ کہ وہ قادیانیت کے سیاسی احتساب کے لئے فوری طور پر معقول وظائف کا اعلان کرے اور ریسرچ سکالروں کو یہ کام سونپے کہ وہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں بیٹھ کر قادیانیت کے اصل پس منظر کو بے نقاب کرنے کا عظیم کام شروع کریں۔ یہ ہماری بڑی بد قسمتی ہے کہ ہم نے اس اہم ذخیرے سے قادیانی تاریخ مرتب نہیں کی۔ اس منصوبے پر فوری طور پر عمل کی ضرورت ہے۔ کچھ وظائف ان سکالروں کو دے جائیں جو بھارت میں جا کر دہلی کی خفیہ رپورٹوں سے استفادہ کر کے ان کی روشنی میں قادیانیت کے سیاسی اور مذہبی حوالے سے عوام کو واقف کرائیں۔ اور دنیا کے سامنے یہ حقیقت ٹھوس ثبوت کے ساتھ پیش کریں کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی سازش کا دوسرا نام ہے کذاب پنجاب یہود کا سیاسی اجیر تھا اور قادیانی مبلغ جاسوسوں کا ایک گروہ تھا۔ قادیانیوں کو احمدیہ تحریک کی جو بلی کے موقع پر یہ تحفہ پیش کرنا ضروری ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ اس ٹھوس تحقیقی کام سے متاثر ہوگا۔ عام مناظر جو طریق اختیار کرتے ہیں اور جس طرح کی مذہبی مباحث چھیڑتے ہیں وہ مغربی دنیا کو متاثر نہیں کر سکتیں۔ جو قادیانیت کی اسلام دشمنی کے باعث پہلے سے اس کی اعانت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

۱۰۔ قادیانیت نے ۱۸۸۰ء اور ۱۹۸۷ء تک جو سیاسی اور پاکستان مخالف کارروائیاں اور سازشیں کیں اور ملکی سالمیت کے خلاف جو کام کیے اس کی تفصیل بھی منظر عام پر لائی جائیں۔ قادیانی کئی سالوں سے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ دیوبند اور جمعیت علماء ہند نے پاکستان کی مخالفت کی تھی حالانکہ ان کا اپنا کردار اتنا شرمناک تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ الفضل قادیان کا ورق ورق ان کی روسیاسی سے لتھڑا پڑا ہے۔

۱۱۔ قادیانی جماعت کا دوسرا سربراہ مرزا محمود ۱۹۱۴ء سے ۱۹۶۵ء تک اپنی آمریت کا سکہ چلاتا رہا۔ یہ شخص برطانیہ کا ذلیل خوشامدی، آزادی ہند کا دشمن، مسلمانوں کی تکفیر کا مبلغ اور مرزا قادیان کی لعنتی نبوت کا زبردست پرچارک تھا۔

اس کے سیاسی کردار کے ساتھ ساتھ اس کا ایک نہایت ہی گھناؤنا اخلاقی کردار تھا۔ اس کی سوانح قادیان کے راسپورٹین وغیرہ کے عنوان سے مرتب کی جائے۔ اور اس کا اصل چہرہ دنیا کو دکھایا جائے۔ وہ چہرہ جو لاہور جماعت کے اخبار پیغام صلح لاہور، مباحثہ کے پرچوں، مصری کے بیانیوں اور حقیقت پسندی پارٹی میں صاف جھلکتا ہے۔ راحت ملک کی کتاب ربوہ کے مذہبی آمر کو ایڈرٹ کر کے فوری طور پر دوبارہ شائع کیا جائے اور اس کے انگریزی تراجم باہر کے ملکوں میں بھیجا جائے۔

۱۲۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کی ۱۹۲۸ء سے ۱۹۸۰ء تک کاروائیوں کو طشت ازبام کرنے کے لئے ربوہ میں براجمان قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف سے پوچھ گچھ کی جائے۔ دو جاسوس مبلغ اللہ دتہ اور جلال الدین شمس واصل بہنم ہو چکے ہیں۔ رشید پختائی اور نور احمد شاید ربوہ ہی میں ہیں اور اسرائیل کے قیام ۱۹۴۸ء کے وقت وہاں سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔ ان کے تفصیلی بیانات لئے جائیں۔ اور ان کی وہ تمام رپورٹیں جو یہ جاسوس اسرائیل سے پاکستان بھیجے تھے وہ حاصل کر کے منظر عام پر لائی جائیں۔ ان کے ملک چھوڑنے پر پابندی عائد کی جائے۔ اور ان کے نام (CXYT CAMTSAL DIST) میں شامل کئے جائیں۔

۱۳۔ جن عرب ممالک میں قادیانی اپنا لٹریچر اور مبلغ بھیج رہے ہیں ان کے سربراہوں اور تنظیموں کو خطوط لکھ کر اور رسائل و جرائد میں مضامین کے ذریعے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ضروری اقدامات کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم (OIC) کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے تاکہ موثر قدم اٹھایا جاسکے۔

۱۴۔ مرزا طاہر اور اس کے پاکستانی حواری ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ اور لندن میں بیٹھ کر وطن عزیز کے خلاف زیر افشانی اور سازشیں کر رہے ہیں ان کے پاسپورٹ ضبط کئے جائیں اور شہریت ختم کر دی جائے۔

۱۵۔ وزارت خارجہ امریکہ اور یورپی ممالک کو حقوق انسانی وغیرہ کے نام پر چلائی گئی قادیانیت کی حمایت میں ہم بند کرنے کے لئے مجبور کیا جائے ان کو اصل صورت حال سے آگاہ کرے۔ اور سفارتی اشدور سوخ کو بروئے کار لائے ان ممالک کے سفارت خانوں کو قادیانی تحریک کی حقیقت بتائی جائے اور مناسب لٹریچر فراہم کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کے ذریعے ایسا لٹریچر تیار کر کے ان کو روانہ کیا جائے۔ جس سے وہ قادیانیت کا چہرہ دیکھ سکیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر غور کر کے ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کیا جاسکے گا جو اس فتنے کی سرکوبی کے لئے ضروری ہے۔

خریدار محفرا خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے اپنا پتہ صاف اور خوش خط لکھئے۔